ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

امام ابوالقاسم قشیری و شیخ شہاب الدین سہروردی کے افکار کا تقابلی جائزہ
(عوارف المعارف ورسالہ قشیریہ کی روشنی میں)

Copmarative analysis of the thoughts of Imam Sheikh Abu al-Qasim al-Qushayri & Sheikh Shahab al-Din Suhrawardi(In the light of Awarif Al'marif & Al Risalah)

Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Lahore.
zianoorani@gmail.com

Dr. Mahmood Ahamd
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Lahore.
muftimehmoodahmad@gmail.com

Khawaja Muhammad waseem
M.phil scholar (Islamic studies), NCBA & E, Lahore.
Khawajawaseem398@gmail.com

Abstract:

This research article delves into the profound spiritual teachings and methodologies of two eminent Sufi masters, Sheikh Shahab al-Din Suhrawardi and Sheikh Abu al-Qasim al-Qushayri, exploring their contributions to the rich tapestry of Sufi thought and practice. Drawing upon primary sources and scholarly interpretations, the comparative analysis examines their respective philosophical frameworks, mystical experiences, and approaches to spiritual transformation. By juxtaposing Suhrawardi's illuminative philosophy and Qushayri's traditionalist perspective, this study sheds light on the nuanced differences and underlying unity within Sufi thought. Furthermore, it explores their influence on subsequent Sufi traditions and their enduring relevance in contemporary spiritual discourse. Through this comparative study, we aim to deepen our understanding of the multifaceted nature of Sufism and its enduring impact on the spiritual landscape of the world.

Keywords:Sufism,Comparative study Sheikh Shahabuddin Suhrawardi,Sheikh Abul Qasim Qushiri, Mystical philosophy,Spiritual insights,,Ontology,Epistemology,Mystical experience

رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں پیغام توحید لیکر آنے والے انبیاء کرام کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ آپ کے بعض مقاصد بعثت کو اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پہ ذکر کیا ہے۔ آپ کے اہم ترین مقاصد میں، توحید ورسالت کی تبلیغ، امر بالمعروف والنھی عن المنکر، اسلامی نظام حکومت کا قیام، اخلاق حسنہ کی ترویج واشاعت ،کتاب وحکمت کی تبلیغ اور تزکیہ نفس کرنا شامل ہے۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کسی نبی رسول نے نہیں آنا لہذا آپ کے بعد ان تمام امور کی ذمہ داری مسلم امۃ پہ عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ ذمہ داری مبلغین علماء، مجاھدین اپنے اپنے طریقہ سے نبھارہے ہیں، اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی تذکیہ نفس بھی ہے۔ جس کے لیے خانقاہ جیسے فقید المثال مراکز قائم ہوئے۔ ان مراکز کی ذمہ داری صوفیاء کرام کی تھی لہذا انہوں نے عالم اسلام میں اپنے اخلاق حسنہ کے ذریعے اللہ واس کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ بعض صوفیاء کرام نے اپنے بعد اپنی بہت سی

تصانیف بھی چھوڑیں۔ چنانچہ اس آرٹیکل میں دو عظیم صوفیاء امام ابو القاسم قشیری و شیخ شہاب الدین سہروردی کے افکار کا تقابلی جائزہ انکی تصانیف "الرسالہ" و "عوارف المعارف" کی روشنی میں پیش کیا جارہاہے۔ لیکن اس سے قبل صوفیاء کرام کا مختصر ساتعارف پیش کیا جارہاہے۔

تعارف شیخ أبوالقاسم القشیریؒ

نام ونسب:

آپ کا پورا نام ونسب کچھ یوں ہے:

"عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالمالک بن طلحہ بن محمد النیشاپوری"، کنیت ابوالقاسم" جبکہ زین الاسلام" کے لقب سے ملقب ہیں۔

آپ چونکہ قبیلہ "قشیر" سے تعلق رکھتے تھے تو اسی وجہ سے آپ کو "قشیری" کہا جاتا ہے۔ بعض مورخین نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ والد کی طرف سے "قشیری" جبکہ والدہ کی جانب سے "سلمی" تھے۔

آپ فقیہ زمانہ اور امام الآئمہ ہونے کیساتھ ساتھ تصوف میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں۔"الرسالہ" علم تصوف ام الکتب کہلاتی ہے، اسی لئے آپ کی مقبولیت شرق وغرب تک جا پہنچی۔[1]

ابن خلکان لکھتے ہیں:

أبو القاسم عبد الكريم بن هوزان بن عبد الملك بن طلحة بن محمد القشيري الفقيه الشافعي؛ كان علامة في الفقه والتفسير والحديث والأصول والأدب والشعر والكتابة وعلم التصوف، جمع بين الشريعة والحقيقة، أصله من ناحية أستوا من العرب الذين قدموا خراسان، توفي أبوه وهو صغير، وقرأ الأدب[2]

ولادت وتعلیم وتربیت:

آپ ماہ ربیع الاول ۳۷۶ھ میں نیشاپور کے نواحی قصبہ استوا میں پیدا ہوئے[3]۔ والد گرامی کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا۔

چنانچہ آپ نے ابوالقاسم الیمانی سے عربی ادب میں مہارت تامہ حاصل کی۔ ابتدائی علوم اپنے قصبہ سے سیکھنے کے بعد علم کیلئے نیشاپور چلے آئے، اتفاقا یہاں شیخ ابو علی الدقاق کی مجلس سے گزر ہوا، ان کے کلام میں وہ لذت محسوس ہوئی کہ تصوف کہ راہ پہ نکل پڑے۔ شیخ کی صحبت سے آپ نے تصوف میں اکتساب فیض کیا۔ بعد ازاں امام ابو بکر محمد بن ابو بکر الطوسی کے حلقہ درس میں بھی شریک ہوتے رہے یہاں سے آپ نے فقہ کی تعلیم حاصل کی[4]۔

امام ابو القاسم قشیری نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس دوران امام الجوینی، بیہقی کے علاوہ مشاہیر عالم کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی، اس دوران آپ نے بغداد، حجاز اور دیگر ہم عصر مشائخ سے سماع حدیث کیا۔[5]

سماع حدیث:

آپ نے کثیر علماء سے سماع حدیث کیا، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔[6]

ابوالحسین الخفاف

1۔ سبکی، تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن عبدالکافی، طبقات الشافعیۃ الکبری۔(قاہرہ: دار الاحیا الکتب العربیہ، ۱۹۱۸)، ج۸، ص ۱۵۳

2۔ ابن خلکان، أبو العباس شمس الدین أحمد بن محمد الإربلی،"وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان"(الناشر: دار صادر – بیروت، ۱۹۹۴)، ۳: ۲۰۵

3۔ سراج الدین ابن ملقن، طبقات الاولیاء، ۲۵۸

4۔ شمس الدین ابن خلکان، "وفیات الاعیان"، ۳: ۲۰۶

5۔ سراج الدین ابن ملقن، طبقات الاولیاء، ۴: ۲۵۸

6۔ سبکی، تاج الدین، "طبقات الشافعیۃ الکبری"، ۸: ۱۵۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ابو نعیم الاسفرائینی

ابو بکر بن عبدوس

تلامذہ:

آپ سے شرف تلمذ پانے والے علماء بھی کثیر تعداد میں ہیں، چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

الشیخ ابو علی فارمدی

الشیخ عبد المنعم

ابو الاسد ھبۃ الرحمن [7]

تصانیف:

- التفسیر الکبیر
- لطائف الاشارات
- الرسالۃ [8]

مختصر تعارف شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی عمر بن محمد جبکہ کنیت مشہور ابو حفص ہے۔[9] جبکہ مکمل نام ونسب کچھ یوں ہے: عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمویہ ابن سعید بن الحسین بن القاسم بن نصر بن القاسم بن محمد بن عبد اللہ ابن عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن أبي بکر الصدیق عبد اللہ ابن أبي قحافۃ رضي اللہ عنہ [10]

آپ شیخ الشیوخ، شیخ العارفین اور شیخ الاسلام کے لقب سے بھی ملقب ہیں۔

ولادت:

آپ عراق کے مضافات میں واقع ایک چھوٹے سے قصبے سہرورد میں آخر شہر رجب یا اوائل شہر شعبان میں ۵۳۹ھ کو پیدا ہوئے۔ لیکن آپ نے زیادہ عرصہ بغداد میں گزارا۔ امام تاج الدین سبکی نے آپ کی ولادت کی بارے میں لکھا:

ولد في رجب سنة تسع وثلاثين وخمسمائة بسهرورد وقدم بغداد

کہ آپؒ رجب ۵۳۹ھ میں شہر سہرورد میں پیدا ہوئے اور پھر بغداد چلے آئے [11]

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد ابو جعفر محمد بن عبد اللہ فقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد کو بغداد میں شہید کر دیا گیا۔[12]

7۔ سبکی، تاج الدین، ''طبقات الشافعیۃ الکبری'' ، ۸: ۱۵۴، ابن خلکان، وفیات الاعیان ۳: ۲۱۰

8۔ سبکی، تاج الدین، طبقات الشافعیۃ الکبری، ۸: ۱۵۹

9۔ ابن خلکان، شمس الدین، وفیات الاعیان، ۳: ۴۹۶

10۔ السبکي، تاج الدین عبد الوھاب بن تقی الدین ''طبقات الشافعیۃ الکبری'' (الناشر: ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط: ۱۴۱۳) ۸: ۳۳۸

11۔ سبکی، تاج الدین، طبقات شافعیہ، ۸: ۳۳۸۔

علامہ اسنوی کہتے ہیں کہ آپ ۱۷ سال تک شہر سہر ورد میں پڑھتے رہے، اور یہیں سے آپ نے علوم دینیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔آپ نے علم حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم شیخ ھبۃاللہ الشبلی، جبکہ تصوف وسلوک کا فیض اپنے چچاجان سے کیا، علاوہ ازیں تفسیر وحدیث کی تعلیم بھی حاصل کی۔

اساتذہ:

یوں توآپ نے کثیر اساتذہ سے اکتساب علم کیا لیکن یہاں پہ چند ایک کے اسماء کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

- الشیخ ابوالمظفر ھبۃاللہ بن احمد الشبلی
- الشیخ محمد بن عبدالباقی بن احمد
- الشیخ طاہر بن محمد بن طاہر بن علی
- الشیخ ابو محمد بن عبداللہ البصری

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں:

- محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃاللہ المعروف بابن النجار
- ابو بکر محمد بن عبدالغنی المعروف بابن نقطہ
- محمد بن ابوالمعالی المعروف بابن الدبیثی
- محمد بن عبدالواحد المشہور ضیاءالدین مقدسی

تالیفات:

شیخ شہاب الدین سہر وردیؒ نے کثیر کتب چھوڑیں، جن میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں۔

- عوارف المعارف
- اعلام الھدی فی عقیدہ ارباب التقی
- نغبۃالبیان فی تفسیر القرآن
- رحیق التحقیق المختوم
- اللوامع العیبۃ فی الروح
- کتاب ارشاد المریدین
- رسالہ فی الفقر
- رسالہ فی السلوک
- مقامات العارفین
- رسالہ فی لبس الخرقہ

اب ذیل میں دونوں مصنفین کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

افکار ونظریات کا تقابلی جائزہ

12 سہر ودی، شیخ شہاب الدین، نغبۃالبیان فی تفسیر القرآن، استنبول، ۱۹۹۴، ص ۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بحث لفظ ''صوفی'' کے مادہ اشتقاق کے حوالے سے ہے کہ اصل کے اعتبار سے ''صوفی'' کی حقیقت کیا ہے؟ نیز صوفی اور علم تصوف کی تعریف کیسے کی جائے ؟ ۔اس لفظ کا ماخذ کچھ آئمہ کے نزدیک عربی جبکہ بعض کے نزدیک یہ لفظ یونانی زبان سے ہے،اس کی اصل و حقیقت پر خود صوفیاء مصنفین کے علاوہ مورخین و مستشرقین نے بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔

'' کتاب الہند'' میں ابوریحان البیرونی نے اس لفظ کی اصل کے حوالے سے لکھا:

''لفظ تصوف دراصل ''سین'' سے تھا،اس کا مادہ'' سوف'' تھا جس کے یونانی زبان میں معنی حکمت کے آتے ہیں۔دوسری صدی ہجری میں جب یونانی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا گیا تو اس وقت یہ لفظ عربی زبان میں مستعمل ہونا شروع ہوا۔چونکہ صوفیاء میں اشراقی حکماء کا انداز موجود تھا،اس لیے انہیں سوفی (حکیم) کہا جانے لگا جو پھر '' صوفی'' میں تبدیل ہو گیا۔'' [13]

اگرچہ صوفیاء کی تصانیف میں البیرونی کی کہیں بھی تائید نظر نہیں آتی لیکن اگر کتب تصوف میں اس لفظ کی اصل پر مباحث کو تاریخی تسلسل سے دیکھیں تو غالباً حضرت شیخ ابو نصر سراج طوسیؒ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ''اللمع''میں اس پر تفصیلا کلام کیا۔[14]

چنانچہ ذیل میں شیخ سہروردی و شیخ قشیری کے اختلاف کو ذکر کیا جارہا ہے۔

لفظ صوفی کے حوالے سے قشیری و سہروردی کا اختلاف:

شیخ شہاب الدین سہروری نے تصوف اور صوفی پہ بحث کرنے کے لئے ابتدا میں ہی باب قائم کیا لیکن امام ابوالقاسم قشیری نے ابتداء کی بجائے آخر میں اس موضوع پہ گفتگو کی،علاوہ ازیں الرسالہ میں مذکور بحث عوارف کے مقابل بہت کم ہے۔

امام قشیری کہتے ہیں کہ:

'' لغت کے اعتبار سے صوفی کی اصل نہ تو قیاس سے معلوم ہو سکی اور نہ اشتقاق سے،معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ یہ لفظ ایک لقب کی طرح ہے،جس سے یہ انکی شہرت ہونے لگی''لہذا اس کی لغوی تعین کیلئے کسی قیاس اور اتفاق کی ضرورت نہیں ہے۔[15]

چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ میں ابو حاتم سجستانی سے اور انہوں نے ابو نصر سراج سے سنا وہ کہتے ہیں میں ابن الجلاء سے سوال کیا کہ صوفی کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

''لَيْسَ نعرفه فِي شرط العلم ولكن نعرف فقيرا مجردا من الأسباب كَانَ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى بلا مكان ولا يمنعه الحق سبحانه من علم كُل مكان فسمى صوفيا''[16]

امام قشیری نے لفظ ''صوفی'' کے تمام اشتقاقات کو رد کیا ہے جبکہ شیخ شہاب الدین سہروریؒ نے انہی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔چنانچہ آپ نے اس حوالے سے دو باب قائم کئے ہیں

الباب الخامس: في ماهية التصوف
الباب السادس: في ذكر تسميتهم بهذا الاسم

آپ لکھتے ہیں کہ پہلی وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ صوف کا لباس استعمال کرنے کی وجہ سے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔

''فمن هذا الوجه ذهب قوم الى انهم سموا صوفية نسبة لهم الى ظاهر اللبسة''[17]

13۔ فاروقی پروفیسر ضیاء الحسن،آئینہ تصوف،(لاہور:المعارف گنج بخش روڈ،۲۰۰۸) ص،۵۵

14۔ الطوسی،شیخ ابو نصر سراج،کتاب اللمع،ص ۲۴

15۔ قشیری،ابوالقاسم،عبدالکریم بن ہوازن،الرسالہ القشیریہ،(الناشر:دارالمعارف،القاھرۃ)۲: ۴۴۰

16۔ قشیری،ابوالقاسم،عبدالکریم بن ہوازن،الرسالہ القشیریہ،(الناشر:دارالمعارف،القاھرۃ)۲: ۴۴۴

17۔ سہروردی،شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد'' عوارف المعارف'' (بیروت:دارالمعرفہ)ص ۲۴۰

دوسری جگہ پہ آپ لکھتے ہیں کہ جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا جاتا ہے ایسے ہی صوفہ کی نسبت سے صوفی کہا جاتا ہے:
''صوفي نسبة الى الصوفة ، كما يقال كوفى'' نسبة الى الكوفة'' [18]
''صوفہ'' کی نسبت سے صوفی کہا جاتا ہے جیسے'' کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا جاتا ہے''

سماع کے احکام کا تقابلی جائزہ:

سماع کے حوالے سے شیخ شہاب الدین سہر وردی نے باقاعدہ 4ابواب قائم ہیں باب 22,23,24,25 میں بالترتیب پہلے سماع کی فضیلت، پھر سماع کا انکار و تردید، سماع اور وجد کی حقیقت اور محفل سماع کے آداب پہ سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

اس حوالے سے آپ نے دو آیت مبارکہ درج کی ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
فَبَشِّر عِبَادِ،الَّذِينَ يَستَمِعُونَ القَولَ فَيَتَّبِعُونَ اَحسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُم اُولُوا الاَلبَابِ [19]

اور
وَاِذَا سَمِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَى الرَّسُولِ تَرٰٓى اَعيُنَهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكتُبنَا مَعَ الشّٰهِدِينَ [20]
اس کے بعد آپ نے سماع کی حقیقت پہ گفتگو کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

''یہ سماع حق کا سماع ہے، جس کے بارے میں اھل ایمان میں کوئی اختلاف نہیں، بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ حق بات سننے والا صاحب ہدایت اور عقل والا ہے، یہ وہ سماع ہے جس کی حرارت یقین کی ٹھنڈک سے متصادم ہو کر آنکھوں سے اشکباری کا باعث بنتی ہے۔''[21] کہ جب دل میں سماع کا نزول ہوتا ہے تو نزول دو طرح کا ہوتا ہے۔ اگر نزول ہلکا ہے تو اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی اس کا نزول زبردست ہوتا ہے اور اس کے اثرات دماغ تک پہنچ جاتے ہیں جیسے عقل سے کوئی بات بتائی جائے تو اس صورت میں نئے واقعے کا اثر بہت ہوتا ہے جس کے اثر سے انکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں''۔[22]

پھر آپ نے سماع کی حلت و حرمت پہ کلام کیا ہے۔ جس کے ذریعے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ کی حمد و ثناء، جہاد کے نغمے، حاجیوں کے لیے اشعار پڑھنا بالکل جائز ہے لیکن ایسے اشعار جن میں محبوب کے بدن کی ساخت، اس کے قد بت اور عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف ہو ایسی محافل قائم کرنا صوفیاء کے شایان شان نہیں ہے۔

اس پہ آپ نے قرآن و سنت سے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے لکھا کہ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک کنیز تھی جو مجھے کچھ سنا رہی تھی۔ اس دوران رسول اللہ تشریف لائے۔ وہ کنیز بدستور گاتی رہی۔ پھر حضرت عمر تشریف لائے، ان کو دیکھ کر وہ کنیز بھاگ گئی، اس پر آپ نے تبسم فرمایا۔ حضرت عمر نے عرض کیا : یارسول اللہ! آپ نے کس بات پر تبسم فرمایا ہے؟''

آپ نے اپنی گانے والی کنیز کا واقعہ سنایا۔ حضرت عمر نے عرض کیا : یارسول اللہ! میں تب تک یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک میں بھی وہ چیز نہ سن لوں جو اللہ کے رسول نے سماعت فرمائی ہے۔ اس پر آپ نے اس کنیز کو حکم دیا تو اس نے انہیں بھی وہی کچھ سنایا۔[23]

18۔ شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، ص ۶۵.

19۔ الزمر، 39: 16-17

20۔ المائدہ، 5 : 83

21۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، ص:۲۴۸

22۔ شیخ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، ص ۲۵۱

23۔ ایضا، ص ۲۵۴

امام ابوالقاسم قشیری نے بھی سماع پہ مکمل باب باندھا ہے گو کہ عوارف کے مقابل اس میں سماع پہ اتنی طویل گفتگو نہیں ہے لیکن آپ نے بھی کافی حد تک سماع کے احکامات کو اس میں قلمبند فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی سورہ زمر کی وہی آیت 16-17 ذکر کی ہے اس کے بعد آپ نے سورہ الروم کی آیت مبارکہ ذکر کی ہے۔

فَهُم فى رَوضَةٍ يُحبَرُونَ [24]

باغ کی کیاری میں انکی خاطر داری ہو گی

اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا کہ اس سے مراد سماع ہے۔[25]

اس کے بعد آپ نے بھی سماع کے جواز کے حوالہ سے لکھا کہ: اچھی آواز سے اشعار و نغمے سننا جائز ہے بشرط کہ سننے والا کسی ممنوع چیز کا اعتقاد نہ رکھے۔ کیونکہ رسول اللہ کے سامنے بھی اشعار پڑھے گئے اور آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت انس خندق کے موقع پہ ساتھ ساتھ یہ اشعار بھی پڑھ رہے تھے۔

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا ابدا[26]

ہے ایک موقع پہ رسول اللہ نے بھی جواب دیا

اللهم لاعيش الا عيش الاخره فاكرم الانصار والمهاجره[27]

اسکے بعد آپ نے سماع کی اقسام اور سماع کے طبقات وغیرہ پہ کافی مفصلا بحث کی ہے۔ قشیری نے صرف ایک باب میں سماع پر بحث کی ہے، جبکہ سہروردی نے چار ابواب میں سماع کی بحث کی ہے۔

قشیری نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ کا سہارا لیا ہے، اور شیخ سہروردی نے بھی قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ سے بھی دلائل پیش کئے ہیں

امام قشیری نے صرف امام شافعی کا موقف جبکہ شیخ سہروردی نے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی کا مسلک بھی بیان کیا ہے امام قشیری نے سماع کے جواز و عدم جواز پر اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں لگایا، جبکہ دوسری شیخ سہروردی نے اقوال صوفیاء نقل کرنے کے بعد نہ صرف جواز و عدم جواز کے حوالے سے الگ الگ مباحث قائم کی بلکہ اس پہ حکم بھی لگایا۔

زھد کے بیان کا تقابلی جائزہ

حضرت امام ابوالقاسم قشیری نے زھد کے بیان پہ باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے۔ جسکی ابتدا میں انہوں نے حضرت ابو خلاد کا قول ذکر کیا ہے کہ

إِذْ رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُوتِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَمَنْطِقًا فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّنُ الْحِكْمَةَ " [28]

امام ابوالقاسم قشیری نے زہد کے بارے میں صوفیاء کے اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے کہ بعض کے نزدیک تو زہد حرام ہے کیونکہ حلال چیز جب اللہ کی طرف سے مباح ہے تو اللہ بندے پر حلال مال کے ذریعے انعام کرتا ہے۔ جبکہ بعض صوفیاء کے نزدیک حرام میں زہد واجب ہے اور حلال میں فضیلت کا باعث ہے کیونکہ بندے کو کم مال دیا جائے اور وہ اس پر بھی راضی ہو جائے۔[29]

شیخ ابوالقاسم قشیری نے سورہ نساء کی آیت سے زہد کا حکم نکالا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک نے فرمایا:

24۔ الروم، ۳۰: ۱۵

25۔ القشيري، عبدالكريم بن هوازن بن عبدالملك "الرسالة القشيرية" (الناشر: دارالمعارف، القاهرة) ۲: ۵۰۴

26۔ احمد بن حنبل، أبو عبدالله أحمد بن محمد "مسند الإمام أحمد بن حنبل" (الناشر: مؤسسة الرسالة، ط: ۲۰۰۱) ۲۰: ۱۴۸

27۔ الخراساني، أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة "سنن سعيد بن منصور" (الناشر: الدار السلفية—الهند، ط: ۱۹۸۲) ۲: ۳۵۸

28۔ قشیری، الرسالہ، ۱: ۲۳۹

29۔ قشیری، الرسالہ، ۱: ۲۳۹

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ-وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى(-[30]

''اے نبی اپ کہہ دیں کہ دنیا کا مال تھوڑا ہے اور ڈرنے والوں کے لیے اچھی اخرت ہے''

تو آپ کہتے ہیں یہاں اللہ نے مخلوق کو زہد اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر شیخ نے زہد کے بارے میں صوفیا کے اقوال بھی درج کیے ہیں کہ حضرت ابو عثمان کہتے ہیں:

الزهد أن تترك الدنيا ثُمَّ لا تبالي بمن أخذها [31]

زہد یہ ہے کہ تم دنیا کو ترک کردو اور پھر اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ اسے کس نے حاصل کیا؟

شیخ عبدالقاسم قشیری نے زہد کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

ترک الحرام وهو زهد العوام

حرام کو ترک کردینا یہ عوام کا زھد ہے

ترک الفضول من الحلال وهو زهد الخواص

حلال میں سے فضول چیز کو ترک کردینا یہ خواص کا زھد ہے۔

ترک ما يشتغل العبد عن الله وهو زهد العارفين[32]

ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کردے اس کو چھوڑ دینا یہ عارفین کا زہد ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے زہد کو مستقل باب کی بجائے ساٹھویں باب کی ایک بحث کا حصہ بنایا ہے گو کہ شیخ ابو القاسم کے مقابل شیخ شہاب الدین سہروردی کا کلام کچھ قصیر ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے زہد کی تعریف میں حضرت جنید کا قول نقل کیا ہے کہ

''زہد یہ ہے کہ ہاتھ مال و متاع سے جب کہ دل تلاش اور جستجو سے خالی ہو''

پھر آپ نے حضرت شیخ شبلی کا ایک قول ذکر کرکے اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ زہد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ نفس کشی اور دوسروں کی غم خواری کی جائے۔ تو گویا آپ نے زہد کو نفس کشی اور غم خواری کا نام دیا ہے۔

شیخ شہاب الدین نے اگرچہ زہد کی اقسام تو درج نہیں کی لیکن انہوں نے زہد کے تین مقام لکھے ہیں۔

- **زھد**
- **زھد در زھد:** جس کا مطلب ہے کہ انسان اپنے ارادے اور اپنی مرضی سے زہد اختیار کرے۔
- **زہد در زہد سے اگلا مقام:** آپ کہتے ہیں کہ زہد در زہد آخری مقام نہیں بلکہ اس سے اوپر بھی ایک مقام ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ دنیا کا جب اختیار دے دے تو وہ خود اس کو ترک کردے تو آپ لکھتے ہیں:

''زہد در زہد آخری مقام نہیں ہے اس سے اوپر بھی ایک مقام ہے وہ مقام یہ ہے کہ زاہد کا علم جب وسیع ہو جاتا ہے اور وہ تزکیہ نفس کے بعد مقام بقا میں پہنچ جاتا ہے اس موقع پر اللہ اسے اس کا اختیار بھی لوٹا دیتا ہے جب وہ زہد کے تیسرے مقام پر پہنچ کر دنیا کو پھر ترک کردیتا ہے حالانکہ اللہ نے خود دنیا اس کی دسترس میں دے دی تھی''[33]

صوفیا کے اخلاق کا تقابلی جائزہ:

30۔ النساء، ۴: ۷۶-۷۷

31۔ قشیری، الرسالہ، ۱: ۲۴۲

32۔ قشیری، الرسالہ، ۱: ۲۴۰

33۔ سہروردی، عوارف المعارف، ص ۶۴۳

شیخ شہاب الدین سہروردی نے صوفیاء کے اخلاق کے عنوان سے باب نمبر 29اور30 قائم کیا ہے جس کے تحت حسن اخلاق اور اس کی زیلی شاخیں مثلا حسن خلق، تواضع، تواضع کی اصل، تحمل، ایثات، جودوسخا، نرم مزاجی، ملنساری، خوش مزاجی، سخاوت، شکر وحلم، بردباری وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے جبکہ اخلاق رزیلہ جیسا کہ غرور، تکبر، اور شیخی وغیرہ کی ابحاث کو ضمنا اسی باب میں بیان کیا ہے۔

اس حوالے سے شیخ شہاب الدین کے نزدیک صوفیا کے اخلاق کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ جس کے اندر حسن تکلم، حسن سلوک، تحمل، بردباری، ایثار، جودوسخااور خوش طبعی وغیرہ بھی شامل ہیں۔

آپ نے حسن اخلاق کے تحت آیت مبارکہ

وانک لعلی خلق عظیم[34]

درج کی ہے اور خلق عظیم سے مراد دین کا اعلی درجہ قرار دیا ہے آپ لکھتے ہیں کہ شیخ مجاہد فرماتے ہیں :

"خلق عظیم سے مراد یہ ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کا دین رکھتے ہیں اور دین نیک اعمال اور حسن اخلاق کا مجموعہ ہے"۔

شیخ شہاب الدین کے نزدیک انسان کے اخلاق کا دارومدار اس کی سرشت پہ ہے کہ اس کو کس مٹی سے پیدا کیا گیا؟

آپ نے حدیث نبوی سے استدلال کیا ہے:

- جن نفوس کو مٹی سے پیدا کیا گیاان کی طبیعتیں اس کے موافق ہیں
- جن نفوس کو پانی سے تخلیق کیا گیاان کی طبیعتیں اس کے مطابق ہیں
- بعض نفوس کو سڑی مٹی اور گارے سے پیدا کیا گیا
- اور بعض کو کھنکھناتی ہوئی پختہ مٹی سے پیدا کیا گیا[35]

چنانچہ ان کی پیدائش کے آغاز میں ان کے اندر حیوانیت اور شیطانی اوصاف رکھے گئے اور اس میں آپ نے سورہ رحمن کی اس ایت مبارکہ سے استدلال کیا جس میں اللہ کا ارشاد ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ(14)وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ [36]

"انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے اور جن کو آگ کے صاف شعلے سے پیدا کیا"۔

"ٹھیکرے میں چونکہ آگ کا دخل ہے اسی لیے اس میں شیطان کا اثر موجود ہے"۔[37]

جبکہ شیخ ابوالقاسم قشیری نے حسن خلق کے تحت ایک باب قائم کیا ہے۔ جبکہ اس کے دیگر لوازمات مثلا جودوسخا خشوع، تواضع پر الگ ابواب قائم کیے ہیں اور اخلاق رذیلہ کے تحت ایک الگ باب قائم کر کے اس میں حسد کو بیان کیا ہے۔

ابتدا آپ نے بھی آیت مبارکہ

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ[38]

سے بات کا اغاز کر کے حضرت انس سے مروی ایک حدیث مبارکہ درج کی ہے رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ

وأي المؤمنين أفضلهم إيمانا؟

34۔ القلم،۶۸: ۴

35۔ سہروردی "عوارف المعارف"۳۱۷

36۔ الرحمن،۵۵: ۱۴-۱۵

37۔ سہروردی "عوارف المعارف"۳۱۷

38۔ القلم،۶۸: ۰۴

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

''کون سامومن سب سے افضل ہے''؟

توآپ نے فرمایا: «أحسنهم خلقا»(39)

''جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں''

آپ نے حسن اخلاق کی تعریف میں صوفیاء کے اقوال درج کیے ہیں حضرت واسطی فرماتے ہیں خلق عظیم یہ ہے کہ اللہ کی خوب معرفت کی وجہ سے نہ خود کسی سے جھگڑے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور جھگڑے(40)

آپ نے زیادہ اقوال کی بجائے صوفیا کے واقعات کو ذکر کیا ہے

توبہ کے بیان میں سہروردی اور قشیری کے نظریات کا تقابلی جائزہ

شیخ شہاب الدین سہروردی نے توبہ کو ساٹھویں باب کی ایک بحث کے طور پر بیان کیا ہے۔پہلے آپ نے توبہ کا معنی بیان کیا ہے پھر توبہ کی اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے، شیخ حسن المعازلی کا قول لکھا ہے کہ ان سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا تم کس توبہ سے متعلق پوچھ رہے ہو؟

توبہ انابت یا توبہ استجابت؟

توگویا ان کے نزدیک توبہ کی دو اقسام ہیں۔

- **توبہ انابت:** جس کا معنی ہے انسان اللہ سے اس لیے ڈرے کیونکہ وہ اللہ اس پر قادر ہے
- **توبہ استجابت:** یہ ہے انسان اللہ سے اس لیے شرمائے کہ اللہ اس انسان کے قریب ہے(41)

آپ توبہ کی جامع تعریف کرتے ہوئے شیخ سوسی کا قول نقل کرتے ہیں

''کہ توبہ ہر اس چیز سے کی جاتی ہے جس کی علم نے مذمت کی ہو اور جس چیز کی علم نے تعریف کی ہو اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے''(42)

جبکہ شیخ ابوالقاسم قشیری نے توبہ کے عنوان سے ایک الگ باب قائم کیا ہے اس میں آپ نے دو آیات اور ایک حدیث مبارکہ درج کی ہے

ارشاد باری تعالی ہے

وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(43)

''اور اے مسلمانو اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ''

اور حضرت انس سے مروی ہے:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له واذا احب الله عبدا لم يضره ذنب

''کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو اور جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے گناہ نقصان نہیں پہنچاتا''(44)

توبہ کی علامت ندامت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے رسول اللہ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ توبہ کی علامت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

39۔ أبو القاسم الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، ''المعجم الكبير''(دار النشر: مكتبة ابن تيمية–القاهرة، ۱۹۹۴)۱۷: ۴۹

40۔ قشیری، ''الرسالہ''۲: ۳۹۷

41۔ قشیری، ''الرسالہ''۲: ۳۹۹

42۔ قشیری، ''الرسالہ''۲: ۳۹۹

43۔ النور ۲۴: ۳۱

44۔ الجمع الجوامع، الرقم: ۱۰۶۸۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

الندامۃ [45]

توبہ کے حوالے سے شیخ قشیری نے جامع بحث کی ہے پہلے توبہ کی تعریف پھر اسباب، ترتیب اس کے واقعات اور پھر اس کی اقسام کو بھی ذکر کیا ہے: شیخ سہر وردی کے برعکس امام ابوالقاسم قشیری نے توبہ کی تین اقسام بیان کی ہیں کہ توبہ کی تین اقسام ہیں

- توبہ
- انابہ
- اوبہ
- توبہ ابتدائی مقام ہے، اوبہ انتہائی مقام ہے اور انابہ درمیان میں ہے۔
- جو شخص عقاب کے ڈر سے توبہ کرے وہ صاحب توبہ ہے
- اور جو ثواب کی طمع میں توبہ کرے وہ انابہ ہے
- اور جو شخص حکم خداوندی کی بجاآوری میں توبہ کرے ثواب اور عتاب اس کے پیش نظر نہ ہو یہ اوبہ ہے

امام قشیری نے توبہ کو مومنین کی صفت قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ بحث یہ ہے کہ شیخ شہاب الدین سہر وردی کی عوارف اور شیخ ابوالقاسم قشیری کی الرسالہ دونوں علم تصوف میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ عوارف المعارف میں اکثر ابحاث الرسالہ سے زیادہ طوالت میں ہیں جبکہ قشیری کی ابحاث مختصر ہیں۔

بہت سی ابحاث مثلاً صوفی کے ازدواجی معاملات صوفیا کے حق و باطل کے فرقے خانقاہ والوں کے اوصاف چلہ کشی، طہارت کے آداب وضو کے آداب، نماز کے آداب واسرار ورموز، شب بیداری کی اہمیت وغیرہ میں سہر وردی کا تفرد ہے جبکہ کچھ موضوعات ایسے بھی ہیں جن کو شیخ شہاب الدین سہر وردی نے ذکر نہیں کیا البتہ اس پر امام قشیری نے بہت عمدہ گفتگو کی ہے۔ مثلاً جیسا کہ مسئلہ توحید، مسائل توحید اور عقائد صوفیا، حریت، جواں مردی اور اولیاء کے خوابوں کا بیان وغیرہ ان موضوعات پر امام قشیری نے سیر حاصل گفتگو کی ہے اکثر مقامات پر دونوں نے ایک ہی طرح کی آیات سے استدلال واستنباط کیا ہے۔ جبکہ کسی جگہ پر تفرد بھی ہے بعض مقامات جیسا کہ لفظ صوفی کی بحث میں دونوں کی رائے متضاد ہے بعض مقامات پر دونوں کی رائے میں چنداں بھی اختلاف نہیں۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- ابن خلکان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد الإربلي" وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان "(الناشر: دار صادر—بيروت، ۱۹۹۴)
- أبو القاسم الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، "المعجم الكبير"(دار النشر: مكتبة ابن تيمية—القاهرة، ۱۹۹۴)
- احمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد "مسند الإمام أحمد بن حنبل"(الناشر: مؤسسة الرسالة، ط: ۲۰۰۱)
- سبکی، عبد الوهاب بن علی تاج الدين "الجمع الجوامع في علم اصول الفقه"(دار ابن حرم)

45۔ قشیری، "الرسالہ" ۲: ۲۰۷

- الخراساني، أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة ''سنن سعيد بن منصور'' (الناشر: الدار السلفية—الهند، ط: ۱۹۸۲)
- السبكي، تاج الدين عبد الوهاب بن تقی الدین ''طبقات الشافعية الكبرى''(الناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع، ط: ۱۴۱۳)
- ابن ملقن، سراج الدین ابو حفص، ''طبقات الاولیاء''(دار الکتب العلمیہ بیروت)
- سہر ودی، شیخ شہاب الدین، ''نغبۃ البیان فی تفسیر القرآن''، (استنبول، ۱۹۹۴)
- سہر وردی، شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد '' عوارف المعارف'' (بیروت: دار المعرفہ)
- الطوسی، شیخ ابو نصر سراج، ''کتاب اللمع''
- فاروقی پروفیسر ضیاء الحسن، ''آئینہ تصوف''، (لاہور: المعارف گنج بخش روڈ، ۲۰۰۸)
- القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك ''الرسالة القشيرية''(الناشر: دار المعارف، القاهرة)